ادبیات

غزل

از
(جناب آلم مظفرنگری)

جب کوئی دعائے نیم شبی ممنونِ اثر ہو جاتی ہے
آتے ہی لبوں تک وہ میرے پیغامِ سحر ہو جاتی ہے

الفت میں متاعِ جان و دل برباد اگر ہو جاتی ہے
ہونے دو کہ اس بربادی سے توقیرِ بشر ہو جاتی ہے

سینے میں کھٹکتی رہتی ہے نشتر کی طرح الفت کی خلش
یہ پھانس یونہی رفتہ رفتہ پیوستِ جگر ہو جاتی ہے

اپنی ہی طرف رکھتی ہے نظر اوروں کی برائی کیا دیکھے
وہ آنکھ جسے اس دنیا میں تمییزِ ہنر ہو جاتی ہے

کچھ کام ذرا ہمت سے لے لے راہ میں تھک جانے والے
تو چل تو سہی خضرِ منزل خود راہ گزر ہو جاتی ہے

بے وقت جنوں میں کر ڈالے کیوں میں نے گریباں کے پرزے
کب فصلِ بہار آئے گی اتنی تو خبر ہو جاتی ہے

اس وقت حقیقت کھل جاتی ہے اس پر سوزِ نہاں کی
آگاہ مذاقِ پروانہ جب شمع سحر ہو جاتی ہے

ہنگامۂ محشر کو آخر اور اس کے سوا میں کیا سمجھوں
دنیائے محبت ہی شاید کچھ زیر و زبر ہو جاتی ہے

وہ دعوتِ جلوہ سے تسکین دیتے ہیں مجھے اللہ رے کرم
بے چین اگر دم بھر کے لئے بھی تابِ نظر ہو جاتی ہے

کیوں لطفِ مصیبت کھوتا ہے انجامِ مصیبت کی دھن میں
وہ شام نہیں ہے شامِ جدائی جس کی سحر ہو جاتی ہے

جب ذوقِ تماشا بڑھ جاتا ہے حدِ تعین سے آگے
اس وقت دو عالم کی ہر شے محدودِ نظر ہو جاتی ہے

ایسا بھی اک عالم ہوتا ہے دو گھونٹ بہ مشکل پیتا ہوں
کیا جانئے میری بادہ کشی کو کس کی نظر ہو جاتی ہے

ہم لے کے سہارا جب دل کا وادیٔ جنوں میں بڑھتے ہیں
منزل بھی ہمارے ساتھ آلم سرگرمِ سفر ہو جاتی ہے